

امامت و مہدویت پر ایک طائرانہ نگاہ

<?xml encoding="UTF-8">

قرآن مجید میں نسل آدم کے لئے دو اصطلاحیں استعمال ہوئی ہیں ایک بشر کی اصطلاح اور دوسری انسان کی اصطلاح بشری طور پر اولاد آدم کا ہر فرد دیگر حیوانات کی طرح ہی حرکت کرتا ہے۔ سانس لیتا ہے۔ خوراک ہضم کرتا ہے اور افزائش نسل کرتا ہے یعنی نوع اعتبار سے ایک بشر میں اور دیگر حیوانات میں کوئی فرق نہیں البتہ حضرت بشر کو دیگر حیوانات سے جو چیز ممتاز اور جدا کرتی ہے وہ اس میں پائی جانے والے ارتقاء اور تنزل کی صلاحیت ہے۔ علماء اخلاق کے نزدیک جو شے اس بشر کو ارتقا کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ انسانیت ہے اور جو شے اسے تنزل کی طرف دھکتی ہے وہ مادیت ہے۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ نسل آدم میں جنم لینے والا کوئی بھی بچہ نہ ہی تو انسان ہوتا ہے اور نہ ہی جانور۔ اسے اپنے ماں باپ۔ استاد اور ماحول اگر انسانیت کی طرف مائل کریں تو وہ بشر سے ترقی کر کے انسان بنتا ہے۔ لیکن اگر اسے مادیت کی طرف دھکیل دیں تو وہ تنزل کر کے اسفل سافلین بنتا ہے۔ ابتدائی آفرینش سے ہی بشر پر یہ دونوں قوتیں کام کر رہی ہیں۔ ایک قوت بشر کو انسانیت کی طرف کھینچ رہی ہے۔ اور دوسری قوت بشر کو مادیت کی طرف دھکیل رہی ہے۔ بشر کو انسانیت کی طرف کھینچنے والی قوت کا مرکز ذات پروردگار ہے۔ اور بشر کو مادیت کی طرف دھکیلنے والی قوت کا مرکز ابلیس ملعون ہے۔ تاریخ بشریت میں جہاں ہمیں مادیت کی طرف دھکیلنے والی بے شمار شخصیتوں کا پتہ ملتا ہے۔ وہیں ہمیں انسانیت کی طرف دعوت دینے والے انبیاء اور مرسلین کا سراغ بھی ملتا ہے۔ یہ دونوں طرف کے نمائندے ہمیشہ سے ہی اولاد آدم کی فلاح و بہبود کا نعرہ لگا کر ہی اپنی اپنی تبلیغات میں مصروف عمل ہیں۔ لیکن ان دونوں کے پیغام دعوت میں نمایاں فرق ہے۔ تمام الہی نمائندوں نے عوام الناس کو خود پرستی کی بجائے خدا پرستی اور مادیت کی بجائے الہیات کی طرف دعوت دی ہے۔ جب کہ تمام ابلیسی کارندوں نے لوگوں کو خدا پرستی کی بجائے۔ اناپرستی اور الہیات کی بجائے مادیات کی طرف دعوت دی ہے۔

اسلامی تعلیمات و روایات کے مطابق الہیات کی طرف دعوت دینے والے رہنما اور ہادی، رسول، نبی یا امام کہلاتے ہیں۔ اور ان کا شجر فکر خداوند متعال کی وحی اور الہام سے پروان چڑھتا ہے۔ جب کہ مادیت کی طرف دعوت دینے والے ابلیسی کارندوں کی فکر وہم و گمان اور شیطانی توہمات و وسوساں سے نشو و نما پاتی ہے۔

جب ہم امامت کے بارے میں بات کریں تو ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ رسالت اور امامت دونوں کا مرکز اور محور ذات پروردگار ہے۔ لیکن رسالت کی تاریخ امامت سے کئی سو سال قدیم ہے۔ امامت دراصل رسالت کے ساتھ ساتھ ایک اور امتیازی خصوصیت کا نام ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید مبارک باری تعالیٰ ہے ”اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے حضرت ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ ہم تمہیں لوگوں کا امام بنا رہے ہیں۔“

حضرت ابراہیم کے عہد تک رسالت و نبوت چل رہی تھی۔ پھر خدا نے انہیں امامت بھی عطا کی جس کے بعد نسل ابراہیم میں بھی یہ دونوں عہدے یعنی نبوت و امامت چلنا شروع ہو گئے۔ سلسلہ ہدایت صدی بہ صدی سفر کرتے ہوئے اور نسل در نسل آگے بڑھتے ہوئے جب حضور اکرم تک پہنچا تو اس وقت تک عالم بشریت الہی ہدایت کے حوالے سے چار چیزوں سے مانوس ہو چکا تھا۔ ۱۔ رسالت و نبوت ۲۔ کتاب ۳۔ دین ۴۔ امامت

اب آئیے دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید ان چاروں چیزوں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے۔

نبوت و رسالت اور قرآن:

جب سلسلہ ہدایت حضور اکرم تک پہنچا تو قرآن مجید نے جہاں یہ اعلان کیا کہ ”وما ارسلنک الا کافۃً للناس“ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وہیں قرآن حکیم نے یہ اعلان بھی کیا کہ ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین وکان الله بکل شیء علیم“ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلہ انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ ہر شے کا خوب جاننے والا ہے۔ مندرجہ بالا آیات سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم پورے عالم بشریت کے آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ کتاب اور قرآن مجید۔ قرآن مجید سے پہلے جتنی بھی آسمان سے کتابیں نازل ہوئیں۔ لوگ ان میں تحریف کر دیتے رہے چنانچہ جب کتاب قرآن مجید کی صورت میں حضور اکرم پر نازل ہوئی تو خداوند عالم نے قیامت تک قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری ان الفاظ میں اپنے ذمے لے لی۔ ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون“ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ قرآن مجید خدا کا آخری کلام ہے اور اس کے بعد قیامت تک آسمان سے کوئی اور کتاب نازل نہیں ہوگی۔ اس بارے میں ارشاد پروردگار ہے۔ ”وتمت کلمتہ ربک صدقا وعدلا لا مبدلا لکلماتہ و هو السميع العليم“ اور آپ کے رب کا کلمہ قرآن صداقت و عدالت کے اعتبار سے بالکل مکمل ہے اس کا کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے اور وہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی۔ مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید خدا کا مکمل کلام ہے اور قیامت تک اس کی حفاظت خداوند عالم کی ذمہ داری ہے۔ دین اور قرآن مجید۔ جب حضور اکرم پر دین کی تبلیغ کی ذمہ داری عائد ہوئی تو اس کے بعد قرآن مجید نے دین کے بارے میں دو اہم نظریے پیش کئے۔ اول یہ کہ ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً“ آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دیں۔ اور اس بات سے راضی ہو گیا کہ تمہارا دین اسلام ہو۔ قرآن مجید نے دین اسلام کے بارے میں دوسرا نظریہ یہ دیا کہ ”هو الذی ارسل رسولہ بالهدی و دین الحق لیطہرہ علی الدین کلہ ولو کرۃ المشرکون“ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام اور ادیان پر غلبہ حاصل کرے اگرچہ یہ بات مشرکین کو ناگوار گزرے۔ مندرجہ بالا آیات سے پتہ چلتا ہے کہ دین اسلام خدا کا آخری دین ہے اور اس دین کو خداوند عالم نے اس لیے بھیجا ہے تاکہ یہ دین دیگر تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرے۔ یہاں تک ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نبوت و رسالت، کتاب اور دین یہ تینوں چیزیں حضور اکرم پر آکر تمام اور مکمل ہو گئیں لیکن امامت کے بارے میں قرآن مجید کا نظریہ ہم نے ابھی تک پیش نہیں کیا۔ آئیے اب دیکھتے ہیں کہ امامت کے بارے میں قرآن مجید کیا ارشاد فرماتا ہے۔ امامت اور قرآن مجید۔ آغاز امت کے بارے میں قرآن مجید سورہ بقرہ آیت ۲۲۱ میں ارشاد فرماتا ہے کہ ”و اذابتلی ابراہیم ربہ بکلمت فاتمھن۔ قال انی جاعلک للناس اماما۔ قال ومن ذریتی۔ قال لا ینال عہدی الظالمین۔ اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے ابراہیم کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام بنا رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت سے بھی؟ ارشاد ہوا کہ یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔

مندرجہ بالا آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک تو امامت کا آغاز حضرت ابراہیم سے ہوا اور حضرت ابراہیم کی دعا سے

امامت کا یہ سلسلہ نسل ابراہیم میں غیر ظالم معصوم ہستیوں کی بدولت آگے چلتا رہا۔ دوسری یہ بات پتہ چلی کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ محشور کیا جائے گا۔ اب قیامت تک جتنی بھی نسل انسانی خلق ہوگی وہ اپنے اپنے دور کے امام کے ساتھ پیش ہوگی۔

اس طرح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پیغمبر اکرم پر آکر نبوت و رسالت ، کتاب اور دین تو تمام ہو گئے لیکن امامت کا سلسلہ قیامت تک کے لیے جاری و ساری ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا نے نبوت و رسالت ، کتاب اور دین کو مکمل کر دیا ہے تو پھر امامت کو قیامت تک جاری کیوں رکھا ہے؟ مفسرین اسلام اور محققین نے اس سوال کا جواب کئی طریقوں سے دیا ہے۔ یہاں پر ہم استدلال کے لئے دو آیات کو پیش کر کے آگے بڑھ جائیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ رسول اکرم پر آکر نبوت و رسالت اور کتاب و دین مکمل ہو گئے لیکن نبوت و رسالت اور کتاب و دین کی اصلی غرض انہیں مکمل کرنا نہیں تھا بلکہ اصلی غرض و غایت تو قرآن مجید کی روشنی میں کچھ اس طرح سے ہے۔ ”ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلمہ ولو کرہ المشرکون“ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ تمام ادیان پر غلبہ حاصل کرے گرچہ یہ بات مشرکین کو ناگوار کیوں نہ لگے۔ ہدایت کے جتنے بھی سلسلے ہیں انہیں اس لئے خدا نے جاری کیا ہے تاکہ زمین پر خدا کا نظام نافذ ہو اور دین اسلام دیگر ادیان پر غالب آئے۔ جب دین اسلام دیگر ادیان پر غالب آئے گا تو اس کے نتیجے میں یقیناً زمین پر اللہ کے نیک اور مخلص بندوں کی حکومت قائم ہوگی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ”ولقد کتبنا فی الذبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادى الصالحون“ توریت کے بعد زبور میں ہم نے یہ لکھا کہ بے شک زمین کے وارث ہمارے نیک بند ے ہونگے۔ خدا نے انبیاء کرام کے ذریعے نبوت و رسالت اور کتاب و دین کو مکمل طور پر عروج بخشنے کے بعد امامت کو اس لئے باقی رکھا تاکہ زمین دین اسلام دیگر ادیان کو مغلوب کرے اور نیک لوگ ایک الہی حکومت قائم کریں۔ اسلام کے دونوں بڑے فرقے شیعہ اور سنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس زمین پر مسلمانوں کے امام حضرت امام مہدی آخری زمانے میں قیام کریں گے جس سے دین اسلام دیگر تمام ادیان پر غالب آجائے گا اور زمین پر نیک اور صالح لوگوں کے حکومت قائم ہو گی۔ اس عقیدے کو شرعی اور کلامی اعتبار سے عقیدہ مہدویت کہا جاتا ہے۔ صرف مسلمانوں میں ہی نہیں بلکہ دیگر ادیان میں بھی یہ عقیدہ موجود ہے کہ اس دین میں آخری زمانے میں ایک مصلح اعظم ظہور کرے گا جو ساری دنیا پر نیکی کی حکومت قائم کرے گا اور باطل کو نیست و نابود کرے گا

- ثبوت کے طور پر ہم یہاں دیگر ادیان کی کتابوں سے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ ۱۔ وید۔ یہ ہندو مذہب کی اساسی کتاب ہے جسے ہندو آسمانی کتاب سمجھتے ہیں۔ اس میں درج ہے کہ دنیا کی خرابی و بربادی کے بعد آخری زمانے میں ایک شخص ظہور کرے گا جو خلائق کا پیشوا ہوگا اور اس کا نام منصور ہوگا۔ ۲۔ وشن جوگ۔ یہ بھی ہندوؤں کی مذہبی کتاب ہے۔ اس میں درج ہے کہ ”بالآخر دنیا ایک ایسے شخص کی طرف پلٹے گی جو خدا کو دوست رکھتا ہوگا اور وہ خدا کے خاص بندوں میں سے ایک بندہ ہوگا۔ ۳۔ باسک۔ یہ بھی ہندوؤں کی ہی ایک کتاب ہے اور اس میں درج ہے کہ دنیا کا اختتام ایک عادل بادشاہ پر ہوگا۔ وہ فرشتوں ، پریوں اور انسانوں کا رہبر ہوگا۔ حق و صداقت اس کے ہمراہ ہونگے۔ ۴۔ مزا میر داؤد۔ زمانہ قدیم کی تورات اور اس سے متعلق کتبوبات کی کتابوں میں سے ایک کتاب مزا میر داؤد ہے جس میں لکھا ہے کہ ”شرارتی لوگ ختم ہو جائیں گے لیکن خدا پر توکل کرنے والے بندے زمین کے وارث بن جائیں گے۔ ۵۔ انجیل لوقا۔ لوقا کی انجیل کی بارہویں فصل میں ہے کہ ”اپنی کمریں تیار اور اپنے چراغوں کی روشنی کو تیز رکھو اور ایک ایسے انسان کی طرح رہو جو اپنے مالک کا منتظر ہوتا ہے کہ جیسے ہی مالک آکر دروازہ کھٹکھٹائے تو وہ دروازے کو بے دریغ کھول دے۔ ۶۔ جاماسب نامہ۔ یہ

زر تشتیوں کی کتاب ہے جس میں درج ہے کہ نازیو ں کے سرزمین سے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ بڑے سر ، بڑی پنڈلیوں اور بڑے جسم والا انسان جو اپنے جد کے دین پر ایک بڑی فوج کے ساتھ آئے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں اگر ہم دیگر ادیان کی اساسی کتابوں کے مندرجہ بالا اقتباسات کو ملاحظہ کریں تو یہ بات خود بخود پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ دیگر ادیان میں بھی آخری زمانے میں ایک مصلح اعظم کا عقیدہ پایا جاتا ہے ۔ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ تمام مسلمان امام مہدی کے قیام کے قائل ہیں۔ جیسا کہ سنی روایات میں اسی طرح درج ہے۔

” حضور اکرم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت نہیں آئے گی جب تک میرے اہل بیت کا ایک مرد امور کو اپنے ہاتھوں میں نہ لے لے اور اس کا نام میرا نام ہے۔“ (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۹۹) اور اسی طرح نمونے کے طور پر ایک شیعہ روایت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ” رسول اکرم نے فرمایا کہ قائم میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرا نام ہے۔ اکی کنیت میری کنیت ہے ۔ اس کے شمائل میرے شمائل اور اسکی سنت و روش میری سنت و روش ہے۔ (اعلام الوری) لیکن شیعہ روایات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ آج سے تقریباً ساڑھے بارہ سو سال (15 شعبان سن 255 ھ) پہلے عراق میں حضرت امام حسن عسکری کے ہاں حضرت امام مہدی کی ولادت ہو چکی ہے۔ شیعہ چونکہ امام کے منصوص من اللہ اور معصوم ہونے کے قائل ہیں۔ اسلئے ان کے نزدیک حضرت امام مہدی بھی معصوم اور منصوص من اللہ ہیں۔ جیسا کہ احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں امام حسن عسکری کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے جانشین کے بارے میں سوال کرنا چاہتا تھا۔ میرے سوال کرنے سے پہلے ہی امام نے فرمایا کہ اے احمد! خداوند عالم نے جس وقت حضرت آدم کو پیدا کیا اس وقت سے آج تک زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھا اور قیامت تک زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں رکھے گا۔ حجت خدا کی بدولت زمین والوں سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ بارش ہوتی ہے۔ اور زمین سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول ! آپ کے بعد امام اور جانشین کون ہوگا؟ فوراً حضرت اندرون خانہ تشریف لے گئے اور جب باہر تشریف لائے تو آپ کے مبارک ہاتھوں پر ایک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا تین سالہ بچہ تھا۔ آپ نے فرمایا اے احمد بن اسحاق اگر خداوند عالم اور اس کی حجتوں کے نزدیک تم محترم نہ ہوتے تو یہ بچہ تمہیں نہ دکھاتا

جان لو کہ یہ بچہ پیغمبر اکرم کے ہم نام ہے۔ اس کی کنیت پیغمبر کی کنیت ہے اور یہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اے احمد بن اسحاق یہ بچہ اس امت میں ”خضر“ اور ”ذوالقرنین“ کی طرح ہے۔ خدا کی قسم۔ یہ نگاہوں سے پوشیدہ ہو جا کی غیبت کے زمانے صعب وہی لوگ نجات پائیں گے جن کو خدا اس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور انہیں اس بات کی توفیق دے گا کہ اس کے ظہور میں تعجیل کے لیے دعا کریں ۔ میں نے عرض کیا میرے آقا ایسی کوئی نشانی ہے جس سے میرے دل کو مزید اطمینان حاصل ہو؟ اس موقع پر بچہ نے فصیح عربی میں کہا ”میں زمین میوہ بقیۃ اللہ ہوں جو خدا کے دشمنوں سے انتقام لوں گا ۔ اے احمد بن اسحاق آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اس کے اثرات کی فکر میں نہ رہو“ (اکمال الدین ج ۲ ص 55، 57) اہلسنت امام کے منصوص من اللہ ہونے اور معصوم ہونے کے قائل نہیں ہیں لہذا حضرت امام مہدی کی ولادت کے حوالے سے وہ شش و پنج کا شکار ہیں ۔ چونکہ یہ حدیث ان کے ہاں پائی جاتی ہے کہ ”حضور اکرم نے فرمایا یكون اثنا عشر أمیراً فقال كلمة لم اسمعها فقال ابی انه قال کلهم من قریش“ صحیح بخاری جلد ۹ میں جابر بن سمرہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور نے فرمایا میرے بعد 12 خلیفہ ہوں گے ۔ اور اس کے بعد کچھ فرمایا جو میں سن نہ سکا ۔ میرے والد نے مجھے بتایا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ سب

قریش میں سے ہونگے۔ اسی طرح کی احادیث صحیح مسلم اور صحاح سۃ کی دیگر کتب میں بھی درج ہیں۔ لیکن ان بارہ خلفاء کی تشخیص اور تعین کے حوالے سے اہلسنت، اہل تشیع کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کے مطابق خلیفہ کا درست انتخاب صرف اجماع امت اور شوری سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس طریقہ کار کو انتخاب کرنے کے بعد وہ اپنی حدیث کی روشنی میں قریش میں سے بارہ 12 خلفاء جو نیک اور متدین ہوں پورے نہیں کر پاتے۔ نتیجہً حضرت امام مہدی کی ولادت کے حوالے سے بھی کوئی ٹھوس رد عمل نہیں رکھتے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ آخری زمانے میں پیدا ہونگے اور بعض سنی علماء نے بعض کتابوں میں اس طرح سے لکھا ہے کہ آپ کے والد کا نام بھی عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہی ہو گا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شیعہ امام کے منصوص من اللہ اور معصوم ہونے کے قائل ہیں لہذا شیعہ روایات کے مطابق آپ پندرہ (15) شعبان 255ھ میں حسن عسکری کے ہاں پیدا ہو چکے ہیں۔ چونکہ روایات و احادیث کی روشنی میں عباسی خلفاء اس بات سے آگاہ ہو چکے تھے۔ کہ حضرت امام حسن عسکری کے صلب سے امام مہدی کی ولادت ہونی ہے۔ چنانچہ خدا نے حضرت موسیٰ کی ولادت کی طمع حضرت امام مہدی کی ولادت کو بھی مخفی رکھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حکومت وقت نے امام حسن عسکری کو اپنے پایہ تخت سامرہ میں مقید کر رکھا تھا تا کہ آپ کی کڑی نگرانی کی جا سکے۔ جب 260ھ میں حضرت امام حسن عسکری شہید کر دیئے گئے تو پھر 329ھ تک تقریباً 69 سال حضرت امام مہدی نے مشیت ایزدی کے تحت غیبت صغریٰ اختیار کیئے رکھی۔ اگر آپ اس دوران غیبت اختیار نہ کرتے تو دیگر گیارہ اماموں کی طرح آپ کو بھی شہید کر دیا جاتا۔ غیبت صغریٰ کا ایک اہم مقصد عوام الناس کو غیبت کبریٰ کے لیے مشق کرانا تھا تا کہ لوگ ”امام مہدی“ کی عدم موجودگی میں اپنے شرعی وظائف کو بطریق احسن ادا کر سکیں۔ غیبت صغریٰ کے دوران آپ اپنے مخصوص نائبین جنہیں نواب اربعہ کہا جاتا ہے، ان کے ذریعے لوگوں کے مسائل حل فرماتے تھے۔ نواب اربعہ کی ترتیب حسب ذیل ہے ۱۔ ابو عمر و عثمان بن سعید عمری - ۲۔ ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری۔ ۳۔ ابوالقاسم حسین بن روح نو بختی - ۴۔ ابو الحسن علی بن محمد سمري۔ آخری نائب ابو الحسن علی بن محمد سمري کی وفات ۹۲۳ھ میں ہوئی جنہیں امام مہدی نے کوئی جانشین مقرر نہ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ یوں ابوالحسن علی بن محمد سمري کی وفات کے بعد غیبت کبریٰ کا آغاز ہو گیا۔ غیبت کبریٰ کے دوران لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے بارے میں شیخ طوسی، شیخ صدوق، اور شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ”زمانے کے مسائل کے بارے میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو۔ وہ میری جانب سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی جانب سے ان پر حجت ہوں۔ اسی طرح کتاب احتجاج میں شیخ طبرسی نے امام سے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔ کہ ہر وہ فقیہ جو اپنے نفس کا مراتب ہو۔ اپنے دین کا محافظ اور اپنے مولا کا فرمانبردار ہو تو عوام پر لازم ہے کہ اسکی تقلید کریں۔ اس طرح کی متعدد روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غیبت صغریٰ میں تو امام کا ہر نائب مخصوص اور متعین ہوتا تھا۔ جبکہ غیبت کبریٰ میں امام زمانہ نے علماء حقہ کو اپنی طرف سے عوام پر حجت قرار دیا ہے۔ لہذا عصر حاضر میں حضرت امام مہدی سے مربوط رہنے کے لیے عوام کے لئے لازمی ہے کہ وہ علماء دین کے اجتہاد کی تقلید کرتے ہوئے اپنے اعمال انجام دیں۔

جہاں تک امام کے ظہور کا تعلق ہے تو اس بارے میں علامات تو بتائی گئی ہیں جن میں سے کچھ حتمی ہیں اور کچھ غیر حتمی لیکن وقت کا تعین نہیں کیا گیا جیسا کہ ”فضیل کے دریافت کرنے پر امام باقر نے تین مرتبہ فرمایا ہے کذب الوقتون یعنی وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔ (غیبت شیخ طوسی) اسی طرح اسحق بن یعقوب نے محمد بن عثمان کے ذریعے امام زماں کی خدمت میں ایک خط لکھ کر کچھ سوال پوچھے تو امام نے

اپنے ظہور کے وقت کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا۔ ”واما ظہورالفرج فانہ الی اللہ تعالیٰ ذکرہ و کذب الوقاتوں“ جہاں تک ظہور کا تعلق ہے تو یہ خداوند عالم کے حکم پر منحصر ہے اور وقت کا تعین کرنے والے جھوٹے ہیں۔ (کمال الدین ج2 ص140) البتہ ظہور امام مہدی کے حوالے سے شیعہ اور سنی روایات میں جو علامات ذکر کی گئی ہیں۔ ان کا خلاصہ کچھ اس طرح سے بنتا ہے کہ اس دور میں دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی۔ فتنہ و فساد، لوٹ مار، فحاشی و عریانی اور ظلم و جور کا دور دورہ ہوگا۔

عصر حاضر میں شیعہ اور سنی مسلمانوں کا فریضہ عقیدہ مہدویت تمام مسلمانوں کا مشترکہ عقیدہ ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو ہر قسم کی فرقہ بندی سے بلند ہوکر اپنے مشترکہ امام حضرت امام مہدی کے ظہور کے لیے جدو جہد اور کوشش کرنی چاہیے۔ چونکہ ظہور امام کے دور میں شیطانی مکر اور طاغوتی شرزوروں پر ہوگا جس کی وجہ سے لوگ گمراہی اور فتنہ فساد میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لہذا مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ شیطانی قوتوں کے مقابلے میں دین اسلام کی تعلیمات کی نشرواشاعت کریں اور تبلیغ دین کے ذریعے لوگوں کی ہدایت کریں۔ تاکہ لوگ شیطانی شر سے ہلاک ہونے کی بجائے دین اسلام پر عمل کرکے نجات حاصل کرسکیں۔ نتیجہ۔ ظہور امام مہدی علیہ السلام پر تمام مسلمان بالخصوص اور دیگر ادیان بالعموم عقیدہ رکھتے ہیں۔ چونکہ اسلام آخری اور کامل دین ہے لہذا حضرت امام مہدی کی شخصیت، اہداف اور اسلام کی حقانیت سے دیگر مذاہب اور عالم بشریت کو آگاہ کرنا امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

حوالہ جات:-

- (1) سورہ بقرہ 124
- (2) سورہ سبا 28
- (3) سورہ احزاب 40
- (4) سورہ انعام 115
- (5) سورہ مائدہ 3
- (6) سورہ صف 9
- (7) سورہ اسراء 71
- (8) سورہ انبیاء 105